احسان الٰہی ظہیر

موسیقی اور اسلام

تیسری آیت

وَالَّذِیْنَ لَا یَشْہَدُوْنَ الزُّوْرَ وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا کِرَامًا[1]

مومنوں کے اوصاف میں سے ایک وصف یہ بھی ہے کہ مجالس غناء میں شرکت نہیں کرتے۔ اگر کبھی ادھر آنکلیں تو دامن بچا کر گزر جاتے ہیں۔

امام محمد بن حنفیہ (حضرت علیؓ کے صاحبزادے) فرماتے ہیں:۔

اَلزُّوْرُ ھٰہُنَا ھُوَ الْغِنَاءُ کہ لفظ زور سے مراد غناء ہے

ابن جریر طبری اس پر متعدد طرق سے آثار نقل کرتے ہیں۔ اسی طرح علامہ منظور افریقی لسان العرب میں زور کا معنی غنا بیان کرتے ہوئے امام محمد بن حنفیہؒ کا قول بھی نقل کرتے ہیں۔ لغت کی مشہور کتاب القاموس المحیط میں مجد الدین فیروز آبادی لکھتے ہیں:۔

اَلزُّوْرُ بِالضَّمِّ مَجْلِسُ الْغِنَاءِ[2] کہ زور کا معنی محفل موسیقی ہے۔

اسی طرح امام بغوی، خازن اور نسفی بھی زور کے متعدد استعمالات ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

وَقِیْلَ الزُّوْرُ اللَّہْوُ وَاللَّعِبُ وَالْغِنَاءُ

اور پھر خازن اور بغوی اس کے فوراً بعد عبداللہ بن مسعود کا قول بھی نقل کرتے ہیں:۔

اَلْغِنَاءُ یُنْبِتُ النِّفَاقَ فِی الْقَلْبِ کَمَا یُنْبِتُ الْمَاءُ الزَّرْعَ

کہ گانا دل میں اس طرح نفاق پیدا کرتا ہے جس طرح پانی سبزہ۔

لیعنی جیسے پانی کھیتوں کے لیے غلہ اور سبزہ کی فراہمی کا سبب بنتا ہے۔ اسی طرح نفاق کی کھیتی گانے

---

[1] سورہ فرقان آخر پ ۱۹ [2] قاموس جلد ۲

سے پروان چڑھتی ہے بلکہ موسیقی نفاق کے بیج کا کام دیتی ہے۔

شاید کسی کے دل میں کھٹکے کہ تزوریر کے عام معنی ملمع سازی کے ہیں۔ اس سے غنا کیسے ہو گیا؟ اس کا جواب امام ابو جعفر طبری دیتے ہیں :۔

ویدخل فیہ الغناء لانہ ایضا مما یحسنہ ترجیع الصوت حتی یستحلی سامعہ سماعہ یعنی گانا بھی ملمع سازی ہی ہے۔ کیونکہ آواز کا اتار چڑھاؤ اور زیر و بم ہی نظم و غزل میں حسن پیدا کرتا ہے اور دل اس کی طرف کھنچتے ہیں۔

اس آیت کا دوسرا جزو ہے

وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا کِرَامًا یعنی جب لغو پر ان کا گزر ہوتا ہے تو دامن بچا کر گزر جاتے ہیں۔

لغو کے معنی تقریباً تمام مفسرین یہی لکھتے ہیں کہ :۔

"ہر وہ چیز جو چھوڑ دینے کے لائق ہو"

اور جیسا کہ معلوم ہے۔ غنا اس میں بالاولیٰ داخل ہے۔

چوتھی آیت

وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ وَاَجْلِبْ عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ وَرَجِلِكَ وَشَارِكْهُمْ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ وَعِدْهُمْ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا [1] کہ جس کو طاقت رکھے اپنی آواز سے بہکا اور ان کے مالوں اور اولادوں میں ان کا شریک ہو، اور انہیں وعدوں سے فریب دے اور یاد رکھو، کہ شیطان صرف جھوٹے وعدے ہی دیتا ہے۔

یعنی جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کریں۔ تمام نے سجدہ کیا اور ابلیس نے سجدہ سے انکار کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا :۔

اِذْهَبْ فَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ فَاِنَّ جَهَنَّمَ جَزَآؤُكُمْ جَزَآءً مَّوْفُوْرًا

جاؤ، تم اور تمہارے پیروکار سب جہنم میں داخل کیے جائیں گے۔

---

[1] بنی اسرائیل ۶۴

اس کے بعد فرمایا:-

وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ۔ اپنی آواز کے ساتھ تو لوگوں کو بہکائے گا۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ شیطان کی آواز کیا ہے؟ ابن جریر سے لے کر جلالین تک سب چھوٹی بڑی تفاسیر میں لکھا ہوا ہے:-

صَوْتُهُ الْغِنَاءُ وَ الْمَزَامِيْرُ کہ شیطان کی آواز موسیقی اور باجے ہیں۔

طبرانی میں ایک روایت ہے کہ:-

"حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ جب شیطان کو راندۂ درگاہ قرار دیا گیا تو اس نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا، اللہ تو نے مجھے مہلت دی تو میرا مؤذن کون ہو گا؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، آلاتِ موسیقی۔ اس نے پوچھا اور میرا قرآن؟ اللہ عزوجل نے جواب دیا، موسیقی"۔

ایسی لغویات کے قلع قمع کے لیے اسلام آیا۔ لوگوں کو تخیلات سے نکل کر میدان عمل میں آنے کی دعوت دی۔ اسے اپنے فرائض کا احساس دلایا اور بتلایا کہ اس دنیا میں وہی سب کچھ نہیں بلکہ اس کے ماں باپ، بیوی بچے، عزیز و اقارب کے بھی اس پر حقوق ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پڑوسیوں، مسافروں، مساکین، یتیموں اور زیر دستوں کے بھی حقوق بتائے۔ پھر معاشرتی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی کہ اگر کہیں جھگڑا ہو جائے تو اس جھگڑے کو ختم کراؤ۔ جھگڑا خاندانی ہو یا سیاسی۔ ظالم کے خلاف مظلوم کی حمایت کرو۔

پھر اسے دعوت و ارشاد کی مسند کا امین بتایا:-

كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ [1]

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اصلاح معاشرہ اور برائیوں کے انسداد کا حکم فرمایا:

مَنْ رَأَى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهٖ وَاِلَّا بِلِسَانِهٖ

---

[1] آل عمران ۱۱۰

کہ جو تم میں سے کوئی برا کام ہوتا دیکھے، اسے قوت سے روکے ورنہ زبان سے۔

مریضوں کی عیادت، یتیموں کی نگہداشت کو اسلام کے اجزاء قرار دیا۔

اس کے ساتھ ساتھ حقوق ہیں۔ خدا کی عبادت پنجوقتہ نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج پھر جہاد اور اس کی تربیت، صدقات اور خیرات وغیرہ

اب دیکھئے کہ ان ذمہ داریوں کی موجودگی میں کسی اور چیز کے لیے وقت نکلتا ہے؟ اگر خدانخواستہ پوری قوم اس سرمستی میں مبتلا ہو جائے تو دنیا کا نظام ایک دن کے لیے بھی نہ چل سکے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں متعدد مقامات پر اس قسم کے لغویات کی سختی سے روک تھام کی۔

اسی لیے جب حضرت ابن عباس سے پوچھا گیا کہ:

"موسیقی جائز ہے یا ناجائز؟"

تو انہوں نے بڑے لطیف انداز میں اس کا جواب دیا، فرمایا:

"بتاؤ! قیامت کے دن گانا حق میں شمار ہوگا یا باطل میں؟"

سائل نے جواب دیا "باطل میں"

آپ نے فرمایا:

"بس یہی جواب کافی ہے، کیونکہ باطل اور حق میں تضاد ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ"

مجوزین کے دلائل

موسیقی کو جائز قرار دینے والوں میں سے ابن حزمؒ سے لے کر نظامیؒ تک کوئی بھی ایسا شخص نہیں گزرا جس نے موسیقی کے جواز پر قرآن حکیم سے استدلال کی جرأت کی ہو۔ ان کا سارا محور اقوال پر ہی رہا ہے جس کے متعلق مستقل بحث آگے آئیگی، انشاء اللہ۔ لیکن سید محمد جعفر شاہ صاحب پھلواری پہلے شخص ہیں جنہوں نے قرآن کی آیات کو بھی موسیقی کے جواز میں استعمال کیا ہے۔ اگرچہ اس کے لیے انہیں بہت سی زحمت اٹھانا پڑی ہے لکھتے ہیں کہ:

"قرآن جمال کو پسند کرتا ہے اور موسیقی بھی جمالیات میں سے ہے۔ اس لیے یہ بھی قرآن کی پسندیدہ چیز ہوئی۔"

اس دعوے کو ثابت کرنے کے لیے نگاہِ انتخاب پڑتی ہے اس آیت پر وَلَا تُجَادِلُوْا اِلَّا بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ یعنی کفار سے ایسے طریق پر مجادلہ کرو جو اچھا اور سلجھا ہوا ہو۔

اور دوسری آیت ــــــ وَلَیَجْزِیَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ خداوند تعالیٰ مومنوں کو ان کی نیکیوں کا بہتر بدلہ دے گا۔

معلوم نہیں مولانا کس گورکھ دھندے میں پھنس گئے۔ ذکر ہو رہا ہے جمالیاتِ قرآن کا اور آیت لا رہے ہیں کہ مومنوں کو ان کے اعمال کی بہتر جزا دی جائے گی اور کہ کفار سے اچھے لب و لہجہ میں گفتگو کرو فرماتے ہیں۔

> "چونکہ ان دونوں آیات میں لفظ احسن آیا ہے اور احسن حسن سے ہے لہٰذا ثابت ہو گیا کہ قرآن حسن کو پسند کرتا ہے پس موسیقی بھی حسن ہے اس لیے یہ بھی پسندیدہ چیز ہے"

کیا خوب اندازِ استدلال ہے۔ مولانا کی یہ عادت ہے کہ جہاں حسن یا جمال کا لفظ آیا پھڑک اٹھے، چنانچہ ایک اور مقام سے موسیقی کے جواز پر دلیل لاتے ہیں:۔

وَالْخَیْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِیْرَ لِتَرْكَبُوْهَا وَزِیْنَةً

اور فرمایا:۔

وَلَكُمْ فِیْهَا جَمَالٌ حِیْنَ تُرِیْحُوْنَ وَحِیْنَ تَسْرَحُوْنَ

یعنی گھوڑے گدھے اور خچر اس لیے ہیں تاکہ تم ان پر سواری کرو اور یہ زینت ہیں اور تمہارے لیے ان میں خوبصورتی ہے صبح ان کے چراگاہوں میں جانے کے وقت اور شام ان کے لوٹنے کے وقت۔

اس بات کو چھوڑیئے کہ اس آیت کا موسیقی سے کوئی تعلق ہے یا نہیں۔ اس بات کو دیکھئے کہ ہم اگر مولانا کی بات کو ہی تسلیم کر لیں کہ ــــ گدھے اور خچروں میں جمال ہے تو بتلایئے کیا یہ حلال ہیں؟ ان کا کھانا جائز ہے؟ امید تو نہیں کہ مولانا ان کے بھی جواز کے قائل ہوں گے ــــــ..... پھر اگر ..... جمالیات کی ہی بات ٹھہرے تو "سود" بہتری اور خوبصورتی میں کس سے کم ہے اور "شراب" کی خوبصورتی اور حسن میں کسے کلام ہے۔ وہ شراب جس کے حسن کا تذکرہ دنیا کی ہر زبان کے شاعر نے اپنے اپنے رنگ میں کیا ہے۔ ایک عربی شاعر اس کے وصف میں کیا ہی خوب کہتا ہے کہ شراب کی خوبیاں کیا پوچھتے ہو

واذا صحوت فاننی رب الشمویۃ والبعیر
واذا انتشیت فاننی رب الخورنق والسدیر

کہ جب ہوش میں ہوتا ہوں تو گڈریا ہوتا ہوں، لیکن جب اس کا ایک جام چڑھا لیتا ہوں تو بادشاہی محلات کا مالک بن جاتا ہوں۔

حافظ شیرازی نے بھی کچھ اسی طرح کہا ہے ؎

چوں بے خود گشت حافظ کے شمارد
بیک جو ملک کیکاؤس و کے را!

کہ نشے کی حالت میں تو کیقباد اور کیکاؤس بھی ہیچ نظر آتے ہیں

لیکن اس شراب کے متعلق خود مولانا پھلواروی صاحب بھی کچھ اچھا نظریہ نہیں رکھتے اور پھر ایک آدمی کو یہ حق بھی حاصل ہو جائے گا کہ وہ آپ کی "جمالیت" کو سامنے رکھ کر یہ کہہ دے کہ:

"نظارہ بیتاں، اختلاط مرد و زن اور عریانی بھی جائز ہی نہیں بلکہ مستحب ہے کیونکہ عریانی حسن کے تمام اعضاء کو بالکل واضح اور ظاہر کر دیتی ہے۔"

اگر حسن کا یہی معیار رہا تو کل ایک شخص یہ کہنے میں بھی حق بجانب ہوگا کہ سوئمنگ پولز (Swimming pool) میں اکٹھے نہانا انتہائے کمال حسن اور انتہائے جمال آفرین ہونے کی وجہ سے بالکل مطابق قرآن ہے بخصوصاً یورپ کے نیکڈ کلب (NAKED CLUB) جن کے خلاف خود یورپ میں حشر بپا ہے۔ پھلواروی صاحب کے نزدیک قرآن کی منشا کے عین مطابق ہونے چاہییں۔

اندازہ فرمائیے اگر اس طرح توڑ موڑ کر غلط اور لایعنی استنباطات و استدلات ایک پڑھا لکھا آدمی کرنے لگے تو دوسروں کا کیا حشر ہوگا؟

ایک عالم کے لیے اصول کی صرف یہ عبارت ہی کافی ہے کہ حسن اگر ہو بھی تو اس کی کوئی حیثیت نہیں بلکہ شرعی مسائل میں حسن و قبح کا معیار صرف قرآن اور شارح قرآن ہے اور پھر خصوصاً موسیقی میں کون سا حسن ہے؟ اگر حسن سے مراد طرب، الم، جوش وغیرہ ہے تو "شراب" حسین ترین چیز ہے۔ اس میں موسیقی سے کئی گنا زیادہ ...... طرب انگیزی، نشاط اور ولولہ خیزی ہوتی ہے ؎

ولقد رایت الخیل شلن علیکم شول المخاض ابت علی المتخبر

اصل میں بات بنانے کی بہت کوشش کی گئی لیکن بنی نہیں۔ اگرچہ اس کے لیے بعض اصول و قوانین

بھی وضع کیے گئے .... بہرحال مولانا پھلواری صاحب پہلی شخصیت تھے، جنہوں نے قرآن حکیم سے موسیقی کے جواز کی کوشش کی تھی لیکن قرآن حکیم کے متعدد مقامات پر اللہ تعالیٰ نے موسیقی سے ممانعت فرمائی ہے۔ جن میں سے چار آیات بینات اور ان کی تفاسیر حدیث ابن عباسؓ، ابن مسعودؓ، جابرؓ، عکرمہؒ، قتادہؒ وغیرہ ائمہ مفسرین اور مشہور ترین تفسیر کی کتابوں سے نقل کی جا چکی ہے کہ یہ آیات صراحۃً موسیقی کے خلاف ہیں۔ ان کے علاوہ بھی بہت سی آیات ہیں لیکن طوالت کے خوف سے، انہی پر اکتفا کرتے ہوئے اور اتنی بات عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اختلافات ختم کرنے کا جو حکم دیا ہے اس کا طریق کار بھی وضع کر دیا، فرمایا:-

فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَی اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ کہ اگر تم میں کبھی اختلاف ہو جائے تو اس کا حل کتاب اللہ اور سنت رسول میں ڈھونڈا کرو اگر تم اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہو۔

اس حکم کے تحت ہم نے کتاب اللہ کی طرف رجوع کیا اور اس کا نتیجہ آپ کے سامنے پیش کر دیا۔ چونکہ اسلام کا ماخذ اور مرجع یہی مذکورہ دو چیزیں ہیں۔ اس لیے ہم اب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

حدیث سے استدلال

پہلی حدیث

بخاری شریف جس کے متعلق ائمہ و امت کا اجماع ہے کہ اس میں کوئی حدیث ضعیف نہیں اور جو کتاب اللہ کے بعد سب سے زیادہ صحیح کتاب ہے۔ اس بخاری میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بسند عبدالرحمٰن بن غنم عن ابی مالک اشعری مرفوعاً مروی ہے۔ آپ نے فرمایا۔

لَيَكُوْنَنَّ مِنْ اُمَّتِیْ قَوْمٌ يَّسْتَحِلُّوْنَ الْحِرَّ وَالْحَرِيْرَ وَالْخَمْرَ وَالْمَعَازِفَ [1] ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ میری امت سے ایک ایسا گروہ اٹھے گا جو زنا، ریشم، شراب اور باجے وغیرہ کو حلال سمجھے گا۔

---

[1] بخاری

آپ نے فرمایا:-

فیبیتهم الله ویضع العلم ویمسخ آخرین قردة وخنازیر الی یوم القیامة ان پر اللہ کا عذاب آئے گا اور انہیں بندروں اور سوروں کی شکل میں مسخ کر دیا جائے گا۔

دیکھئے یہ حدیث کس قدر صریح، بین اور واضح ہے۔ حدیث بخاری شریف میں ہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مرفوعاً مروی ہے اور الفاظ بالکل ظاہر ہیں کہ ایک زمانہ آئے گا۔ اپنے آپ کو مسلمان کہلانے والے ریشم، زنا، شراب اور معازف کو حلال سمجھنے لگیں گے۔ آپ نے فرمایا۔ پھر اس وقت اللہ کا عذاب نازل ہوگا۔ ان پر پتھر برسیں گے اور انہیں بندروں اور سوروں کی صورت میں مسخ کر دیا جائے گا۔

اعتذار

مدیر اعلیٰ ان دنوں انتہائی زیادہ مصروف ہیں اس لیے ان کا مضمون "مرزائیت اور اس کے معتقدات" اس اشاعت میں شریک نہیں کیا جا سکتا نیز چند ایک پرچوں کے جوابات بھی جو لکھے جا چکے تھے مدیر اعلیٰ کی عدم موجودگی کی وجہ سے شریک اشاعت نہیں ہو سکے۔ انشاء اللہ آئندہ شمارہ میں ان سب چیزوں کو شامل کر لیا جائے گا۔

(ادارہ)